رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے - ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عا

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عا

قیمت پرانا پرچہ (۳)

قیمت فی پرچہ (۲)

نمبر ۵۰	۲۴ مارچ ۱۹۴۵ء شنبہ	۹ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ	۲۰ اردی بہشت ۱۳۵۴ ف	جلد ۴

صنعتوں پر کنٹرول عوام کے لئے مفید ہے

از

پروفیسر کے، ٹی، شاہ

گزشتہ پانچ سال میں دنیا نے کنٹرول سے جو سبق سیکھا ہے کیا وہ دائمی ثابت ہوگا؟ تقریباً ہر ملک نے جنگی حالات کے باعث مصنوعات، ان کی تقسیم، تجارت، تبادلہ وغیرہ پر سخت کنٹرول اور بعض حالتوں میں سرکاری قبضہ قائم کیا ہے۔ کنٹرول یا پبلک ملکیت میں مصنوعات زیادہ سستی دی جا سکتی ہیں۔ اور ان کی تقسیم بھی موزوں طریق پر ہو سکتی ہے۔ پھر دنیا اس تجربہ سے معمولی حالات میں کیوں فائدہ نہ اٹھائے اور انفرادی ملکیت جو بھاری منافع کماتی ہے وہ روپیہ پبلک کی جیب میں کیوں نہ جائے۔ مثال کے طور پر [illegible] پبلک کے روپیہ سے (۲۳) ادب [illegible] مختلف صنعتوں میں لگا سکتے ہیں جو جنگ سے پہلے [illegible] خانگی ملکیت میں چل رہی تھیں اور حکومت کو بھی ان میں دلچسپی لینے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی [illegible] ان صنعتوں میں بہادری کا بیان حاصل ہوئی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جنگ کے بعد یہ نفع اندوزی [illegible] وابستہ ہوگئی [illegible] جائیں اور پبلک میں منافع [illegible] تقریباً ہر ملک میں ایسی مثالیں موجود ہیں اور ایسے کارخانوں اور کاروباری اداروں کو خانگی ملکیت میں دینے کا مطلب تو صرف اضافی [illegible] کا استعمال [illegible] ہوگا۔

[illegible]

ہیں۔ کئی صنعتیں مثلاً بارود اور اسلحہ بنانا ایسی ہیں جو دنیا میں مستقل امن و امان کے قیام کی خاطر دوبارہ خانگی اداروں یا انفرادی ملکیتوں میں نہیں دی جا سکتیں اور موجودہ عہد گیر جنگ کے زمانہ میں غیر ملکی اور جنگی صنعتوں میں امتیاز کرنا بھی سخت مشکل ہے۔ لیکن اگر محض بارود اور اسلحہ کی تیاری کا کوئی جنگی صنعت سمجھا جائے نیز امن کے ذرائع رسل و رسائل اور بحری، بری یا ہوائی طریقہ سے کسی ملک پر حملہ کرنے کے ذرائع کو علحدہ تصفیہ کر دیا جائے تب بھی بہت سی صنعتیں ایسی باقی رہ جاتی ہیں جو اگر خانگی اداروں کے ہاتھ میں رہیں تو انفرادی منافع بازی کے لالچ میں کسی وقت بھی دنیا کو جنگ کے خطرہ میں دھکیل سکتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مختلف ممالک اور مختلف حالات میں بعض صنعتوں پر سرکاری کنٹرول کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اس سلسلہ میں ایک بین الاقوامی پالیسی طے ہو سکتی ہے جو دنیا میں آنے والی نسلوں تک امن و امان کی ضمانت دے سکے۔ بالکل اسی طرح یہ چیز ہر قوم کے لئے بے حد مفید ہوگی کہ ضروریات زندگی تیار کرنے والی صنعتوں اور پبلک خدمات کو بھی سرکاری کنٹرول میں لیا جائے۔ ہماری دنیا میں رائے عامہ اس چیز کی تائید کر رہی ہے کہ ایسی صنعتیں خانگی ملکیت سے علحدہ نہیں کی جا سکیں تو ان پر کنٹرول اور نگرانی ضرور ہونی چاہئے تاکہ یہ

عوام کو سستے داموں اور بہتر طور پر ضروریات زندگی مہیا کر سکیں۔ علاوہ ازیں یہ صنعتیں اگر کسی طرح پبلک اجارہ داری کے صنعت کی شکل میں لائی جائیں تو ان میں ترقی کے امکانات بھی زیادہ روشن ہو جائیں اور خانگی اجارہ دار پبلک کا خون نہ چوس سکیں گے۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ نیشنل پلاننگ کمیٹی کی تجویز یہ تھی کہ دفاعی صنعتیں بنیادی صنعتوں پر مکمل طور پر سرکاری کنٹرول ہو۔ ان کا انتظام پبلک کے ہاتھ میں ہو۔ وہ ملکیت بھی پبلک کی ہوں۔ اور ضروریات زندگی اور ضروری سروسوں پر حکومت کا پورا پورا کنٹرول اور نگرانی ہو۔ اگر ملک میں کسی کو اجارہ داری دی جائے اور حکومت تحفظات اور مالی امداد کے ذریعہ اس کو ترقی کا موقع دے۔ اور اگر یہ اجارہ داری پبلک ملکیت میں نہ ہو تو کیوں نہ اس پر حکومت کا سخت کنٹرول اور نگرانی ہو۔ یہ صحیح ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان کا کاروباری طبقہ تو کبھی ایسی کے لئے اعلانات کو پسندیدگی کی نظروں سے نہیں دیکھے گا لیکن اگر وہ ایسے مطالبات کی مخالفت کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ قومی مفاد پر ذاتی منافع بازی کو ترجیح دے رہا ہے۔

ہندوستان میں دو صنعتیں ایسی ہیں جو مکمل طور پر سرکاری ملکیت اور اجارہ داری میں ہیں کہ حکومت کے پاس ان کے حق میں کوئی دلیل نہیں۔ لیکن یہ صنعتیں مسلسل وہ سرکاری قبضہ میں چلی آ رہی ہیں۔ یہ صنعتیں نمک اور افیون کی ہیں۔ نمک اس لئے کہ یہ عالم گیر استعمال کی چیز ہے اور اس سے بھاری آمدنی آسانی سے ہوتی ہے اور افیون اس لئے کہ یہ حیثیت بین الاقوامی تجارت کی چیز سمجھی جاتی ہے۔ اور اس پر سرکاری قبضہ کے بغیر کنٹرول نہیں ہو سکتا۔ ان دونوں صنعتوں پر سرکاری کنٹرول کی موجودگی میں بہ آسانی یہ اطمینان کیا جا سکتا ہے [illegible]

(بقیہ صفحہ ۱۰)

مملکت ہفتہ وار

نمبر ۵	۲۰ اردی بہشت	جلد ۴

عزت کا معیار

باب حکومت کی کیفیت پر نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے تقریر پر اپنی مسرت کرنے کے لئے مجلس جاگیرداران نے گزشتہ ہفتہ جو عصرانہ ترتیب دیا تھا اور جو سپاسنامہ پیش کیا تھا اس سے اہل ملک کے جذبات کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اہل ملک اس بات پر مسرور ہیں کہ حضرت بندگان اقدس نے ملک کے ایک امیر اعظم کو خدمت گزاری کا موقع عنایت فرمایا۔ اُمرائے پائیگاہ کی روایات میں وفاداری اور خدمت گزاری کی تاریخ پنہاں ہے۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کا تقرر در اصل اس امر کا اعتراف ہے کہ طبقہ جاگیرداران میں بقول نواب دوست محمد خاں صاحب پھر ایک نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے۔ حضرت بندگان اقدس نے جشن سیمیں کے موقع پر طبقہ جاگیرداران کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ رائگاں نہیں گئی۔ ارشاد ہوا تھا کہ

جاگیردار قرضہ کی زیر باری اور داشت کی ذلت سے باز رہیں۔ اپنی جاگیر کا انتظام بہتر کریں اور باشندگان جاگیر کی فلاح و بہبود دینے کو شاں ہوں۔

نواب دوست محمد خاں صاحب نے اپنے سپاسنامہ میں اہل ملک کو یہ مژدہ سنایا ہے کہ :-

"حضرت پیر و مرشد کے ارشادات عالیہ کی تعمیل میں مجلس جاگیرداران نے اپنی بساط کے موافق یہ کوشش کی ہے کہ طبقہ جاگیرداران میں رعایا کی بہتری کا خیال بطور خاص پیدا ہو۔ آپس کی نزاعات حتی الامکان کم ہوں اور حکومت سرکار عالی سے باہمی مشاورت کے ذریعہ نظم و نسق کے مسائل سہولت کے ساتھ طے کئے جائیں۔ اس غرض کے لے مجلس کی جانب سے سعی پیہم جاری ہے۔"

جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا ہے یہ اعلان اہل ملک کے لئے ایک مژدہ ہے۔ اہل ملک کی بھی یہی تمنا ہے کہ جاگیرات کو بحال رکھا جائے اور انہیں ختم نہ کیا جائے بشرطیکہ طبقہ جاگیرداران باشندگان جاگیر کی فلاح و بہبود میں کوشاں ہوں۔ جیسا کہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے سپاسنامہ کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے :-

"مجلس جاگیرداران کے سامنے بھی نہایت اہم مسئلہ ہمارے سامنے پیش ہے۔ دنیا کے واقعات نہایت سرعت کے ساتھ بدل رہے ہیں۔ قومی تعمیر کے جو اہم مسئلے حکومت کے سامنے ہیں ان میں جاگیرات کو پورے طور پر اپنی اچھی حد تک اشتراک عمل کرنا ہے۔ آئندہ دور میں رعایا کی فلاح و بہبود کے مسائل بہت زیادہ ہماری توجہ کے محتاج رہیں گے۔"

سطور بالا میں ہم نے جو اقتباسات پیش کئے ہیں ان کے مطالعہ سے قارئین پر یہ ضرور واضح ہو گیا ہوگا کہ طبقہ جاگیرداران کے قائدین زمانہ کے تقاضوں سے بے خبر نہیں ہیں۔ وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ زمانہ کس سمت میں اور کس رفتار سے چل رہا ہے۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ جاگیرداروں کے اس احساس کو تقویت دے اور انہیں اس کا موقع عطا کرے کہ وہ اپنے نیک عزائم کو روبہ عمل لا سکیں۔

جہاں تک ہم نے طبقہ جاگیرداران کے مسائل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے ہماری رائے میں اس طبقہ کی مشکلات دو قسم کی ہیں ـــــــ ایک نفسیاتی اور دوسری مالی۔

ایک زمانہ تھا کہ یہ طبقہ ہر قسم کے اوہام سے منفرد اور ممتاز تھا لیکن جب اس طبقہ کے افراد میں سے محروم کئے جانے لگے تو ان میں گوشہ نشینی کا جذبہ پیدا ہونے لگا۔ اس محرومی کے کئی وجوہ تھے۔ ایک وجہ یہ تھی کہ بجز چند معزز مستثنیات کے اس طبقہ کے افراد نے اعلیٰ تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی۔ ایک دوسری وجہ یہ تھی کہ اس طبقہ کے افراد اپنی روایات کی وجہ سے نئی ملک عثمانیہ کے اچھے آلہ کار نہیں بن سکتے تھے۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ زندگی کی کشمکش اور سیاسی تغیرات نے جاگیردار طبقہ کے افراد کو اس طرح ابھرنے کا موقع دیا کہ وہ ظلم و ستم سے دور رہ کر اپنے دل میں اپنا تسلط جمانے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سماج میں جاگیرداروں کا پہلے سا وہ رتبہ نہیں رہا جو پہلے تھا اور یہ طبقہ روز افزوں تنزل میں ہو گیا۔ چنانچہ اس طبقہ کی اکثریت اس وقت بے مصرف انداز میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہی وہ نفسیاتی سبب ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔ اس کی اصلاح اس طرح ممکن ہے کہ جاگیرداروں کو اس دیو قامت بت کے احساس سے ابھرنے کا موقع دیا جائے اور ان کو یہ یقین دلایا جائے کہ محض اس بنا پر کہ وہ عہدہ دار نہیں ہیں ان کے اور دیگر کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ عزت و احترام کا صحیح معیار قائم کیا جائے اور وہ معیار شخصی کردار، قابلیت اور خلق اللہ کی خدمت ہی ہو سکتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں اس بنا پر نہیں کہ وہ جاگیردار طبقہ کا رکن ہے اس پورے طبقہ کو پست ہمت کرنا ہے۔ حکومت کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس طبقہ کی حوصلہ افزائی کرے ان کی خوبیوں کو ابھارے اور ان کی فروعی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔ اور یہ صورت اس لئے کہ یہ طبقہ اچھے جذبات کا حامل ہے۔ اگر اس طبقہ کے ذہنی و دماغی صلاحیتیں نسبتاً کمی ہوتی ہوں بھی تو مضائقہ نہیں کیونکہ ان اصحاب کی قلبی صلاحیتیں اول الذکر کی کمی کو پورا کرتی ہیں۔

جاگیرداروں کی دوسری مشکل مالی نوعیت کی ہے۔ ملک کے دیگر طبقات کے مقابلے میں ان کی مالی حالت خراب ہے۔ ان کی آمدنی کے ذرائع محدود ہیں۔ سرمایہ داروں نے گزشتہ چند سالوں میں اتنا کمایا ہے کہ ان کے پشت ہا پشت تک کافی ہو سکتا ہے بلکہ اکثر غیر سرمایہ دار آج بڑے سرمایہ دار بن چکے ہیں۔ اس کے برخلاف ایک جاگیردار اپنا وقار اور اپنی پوزیشن قائم رکھنے کے لئے کافی اخراجات برداشت کرتا ہے۔ چندوں، عطایا اور انعامات کی فہرست کافی طویل ہے لیکن ان کی آمدنی میں سہولت اضافہ کے تخفیف کے آثار نمایاں ہیں۔ جب کبھی چندوں کی ضرورت ہوتی ہے تو جاگیردار یاد کئے جاتے ہیں ورنہ ان کی جانب کم توجہ کی جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ مجلس جاگیرداران نے اپنے کسی بیان یا قرارداد کے ذریعہ اپنی مالی مشکلات محدود وسائل اپنی شکایات و دشواریوں کی تشریح نہیں کی کہ حکومت کے ساتھ اہل ملک پر بھی اچھی طرح واضح ہو سکے۔

ضرورت اس کی ہے کہ مسائل جاگیرداران کو

توجہ خصوصی سے حل کرے کہ ان کے ...

ہی طاس کی جا سکے۔ مثال کے طور پر کمشنر آبادیوں کی باقیات منتشر ہیں۔ قانونی علیات ہنوز ادوار میں ہوا تا کہ تنازعات میں تخفیف کے راستے نکالے جا سکیں۔ جاگیرداروں کی ذمہ داریوں کے مقابلہ میں ان کے امتیازات اور وسائل گھٹتے ہوئے رہے ہیں۔ گزشتہ بیس سال کے دوران میں حکومت سرکار عالی کی جو روش اس طبقہ کے مقابلہ میں رہی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے اس طبقے کے مسائل یا ان کی مشکلات پر کما حقہ توجہ مبذول نہیں کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس طبقہ کو ناکارہ سمجھ کر فراموش کر دیا گیا ہے۔ نواب صدر اعظم بہادر نے مجلس ترمیم قوانین کے حالیہ اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے جن الفاظ میں جاگیرداروں کے مسائل کا ذکر فرمایا ہے وہ اس طبقہ کے لئے بہت اہم افزا ہے۔ ہز ایکسلنسی نے اس طبقہ کی سابقہ خدمت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے مستقبل کی نسبت اپنے تعلق خاطر کا اظہار فرمایا۔ اس تقریر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حکومت سرکار عالی کے نقطۂ نظر میں بہت بڑی حد تک تبدیلی ہو گئی ہے۔ یہ بالکل واقعہ ہے کہ طبقہ جاگیرداران اب خواب گراں سے بیدار ہو رہا ہے اس کو حکومت کے سہارے اور عوام کی تائید کی ضرورت ہے۔ اس طبقہ میں اب ایسے افراد پیدا ہو چکے ہیں جو ہر اعتبار سے روشن خیال کہے جا سکتے ہیں۔ بالخصوص نوجوان جاگیرداروں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ مثال کے طور پر نواب حکمن یار جنگ بہادر، نواب رشید نواز جنگ بہادر، راجہ صاحب ونپرتی، فرزندان راجہ شامراج بہادر وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ ہم مجلس جاگیرداران کو مشورہ دیں گے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں اپنے طبقہ کے ایسے افراد کی ایک مکمل فہرست بصراحت عمر و قابلیت مرتب کر کے شائع کرے۔

غرض یہ طبقہ اپنے مستقبل کو ماضی کی طرح شاندار بنا سکتا ہے بشرطیکہ وہ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگی پیدا کرے اور یہ جان لے کہ عزت مستحق وہی ہو سکتا ہے جو بلند کردار اور خلق اللہ کا خدمت گزار اور ملک و مالک کا وفادار ہو۔ ہم مجلس جاگیرداران کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے تقرر پر اظہار مسرت کر کے اپنے طبقہ میں جرأت کی ایک لہر دوڑا دی۔

مسٹر ریلو کمشنر پارچہ کے نام کھلی چٹھی

جناب من۔ ممنون ہوں گا اگر جناب ایک اخباری بیان کے ذریعہ امور ذیل پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

(۱) ممالک محروسہ سرکار عالی میں ٹگری کے پارچہ کی جملہ پیداوار کتنی ہے اور برطانوی ہند سے ٹگری کا تیار کیا ہوا مال کس مقدار میں درآمد کیا جا رہا ہے؟

(۲) ممالک محروسہ کی ضروریات پارچہ کیا ہیں؟ اگر رسد کے مقابلہ میں طلب زیادہ ہے تو اس کمی کو پورا کرنے کی کیا صورتیں اختیار کی گئی ہیں؟

(۳) پارچہ کی قلت اور گرانی سے فائدہ اٹھا کر حکومت نے پارچہ بافی کی صنعت کو فروغ دینے اور دستی بنے کپڑوں کو ارزاں قیمت پر فروخت کرانے کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں؟

(۴) حاصل شدہ پارچہ کے فروخت کا آپ کے محکمے نے کیا انتظام کیا ہے۔ تاجروں کو کس بنیاد پر پارچہ بغرض فروخت دیا جاتا ہے تا کہ نفع اندوزی نہ ہو اور چور بازار میں مال نہ جائے۔ کیا تاجر حساب کتاب پیش کرتے ہیں۔ حسابات کی تنقیح کون کرتے ہیں؟

(۵) کیا آپ براہ کرم ہر دوکاندار کو حکم دیں گے کہ وہ اپنی دوکان پر اس مال کا ایک تختہ آویزاں کرے جو اس کو بغرض فروخت ملا ہے؟

(۶) حیدرآباد اور سکندرآباد میں تاجران پارچہ کی تعداد کیا ہے؟ ان میں کتنے تاجروں کے اجازت نامے ضبط ہوئے۔ کتنوں کے خلاف مقدمات دائر کئے گئے اور کتنوں کو کوٹا سے محروم کیا گیا؟

(۷) کیا یہ صحیح ہے کہ تاجران حیدرآباد کے مقابلہ میں جناب نے تاجران سکندرآباد سے زیادہ رعایت کی؟

(۸) ممالک محروسہ میں سوت کی پیداوار کس قدر ہوتی ہے اور باہر سے کتنی مقدار درآمد کیا جاتا ہے اور جلاہوں کے درمیان اس جملہ مقدار کی منصفانہ تقسیم کے لئے آپ نے کیا تنظیم قائم کی ہے؟

(۹) کیا آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ کرشنا، نلگنڈہ اور تعلقات میں جلاہوں کا طبقہ بیروزگاری کے سبب انتہائی پریشانی کی زندگی بسر کر رہا ہے؟ کیا آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ مسلمان جلاہے اور مسلمان پارچہ فروش عموماً یا شیخ طور پر محسوس کرتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے آپ کی نظر عنایت سے محروم ہیں؟

(۱۰) کیا آپ واقف ہیں کہ ململ اور مہرک کا استعمال بجز مسلمانوں کے رعایا کا کوئی اور طبقہ نہیں کرتا؟ کیا آپ اس امر سے بھی واقف ہیں کہ حیدرآباد کے مسلمان باوجود اس شور و شغب کے جو علیحدہ اور خلاف قاعدہ حیدرآباد کا ایک مفلس طبقہ ہے؟ ایسے طبقہ کے افراد کو آپ کا یہ حکم دینا کہ پچاس روپیہ کی کمادی یا سونا مال خریدنے کے بعد پانچ روپیہ کا ململ دیا جائے مسلمانوں کو غیر ضروری طور پر پریشان کرنا اور ایسا مال ان کے سر تھوپنا ہے جس کی انہیں قطعاً ضرورت نہیں۔

(۱۱) کیا آپ واقف ہیں کہ دوکاندار کپڑا رکھتے ہوئے اس کو چھپا دیتے اور فروخت کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے چور بازار گرم ہے؟ جب خریدار آپ کا نام لے کر ان کو ڈرانا چاہتا ہے تو تاجر بالعموم جواب دیتا ہے کہ ریلو صاحب ہمارے ہی پیشہ کے آدمی ہیں۔ وہ ہم کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

(۱۲) کیا آپ کو یہ سن کر رنج نہ ہوگا کہ باشندگان حیدرآباد کی اکثریت اس امر سے سخت نالاں ہے کہ اس کو کپڑا مناسب داموں پر نہیں مل رہا ہے؟

اللہ یہ کی حد تک اللہ نے اپنا فضل کر دیا اب پارچہ کے مسئلہ میں فضل اللہ کی ضرورت ہے۔

(ایک وہ جو خریدنا چاہتا ہے مگر خرید نہیں سکتا)

سان فرانسکو کانفرنس کا ہندوستانی وفد

نئی دہلی۔ ۲۰ مارچ۔ جب مرکزی مقننہ کے وقفہ سوالات میں مسٹر بیتا ناڈن منہاجے سان فرانسکو میں ہونے والی کانفرنس کے لئے حکومت ہند کے ہندوستانی وفد کی حیثیت کے متعلق سوال کیا تو سر اولف کیرو نے جواب دیا۔ حکومت ہند کے ہندوستانی وفد کی حیثیت متحدہ اقوام کے وفود کے مماثل ہوگی۔ اس کے بعد مسٹر منہاجے نے پوچھا کہ کیا حکومت نے ارکان وفد کو کوئی ہدایات دی ہیں تو سر اولف کیرو نے جواب دیا کہ مناسب وقت پر حکومت ہند کے نمائندوں کو عام ہدایات دی جائیں گی۔ (بقیہ صفحہ صفحہ ۱۱)

عصر جدید کا انسان

خوش حالی اور سکون قلب کی تلاش میں

عصر جدید کا انسان مادی خوش حالی کی تلاش میں اس قدر سرگرداں رہا ہے کہ بالآخر بے شمار مشکلات میں الجھ کر رہ گیا۔ اس کی قابلیت اور قوت ایجاد جس کے ذریعے وہ آرام و آسائش کے ایسے ذرائع حاصل کرتا رہا جس کی مثال نوع انسان کی تاریخ ماضی میں نہیں ملتی اب عاجز آ گئی ہے۔ اس نے حصول مسرت کی جدوجہد میں اس نے دوسرے انسانوں کا قتل اور قدرتی وسائل کا اتلاف کرتا رہا ہے اور مسرت اس سے بھاگتی رہی اور واقعات کی رفتار نے اس کو اپنی حماقت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور آج وہ ناگفتہ بہ تباہی اور بربادی سے دوچار ہے۔

کیا یہ ترقی ہے؟

انسان نے سستے اخبار اور کتابیں چھاپنے کے لئے جنگل کے جنگل کاٹ دئے لیکن آج وہ دیکھ رہا ہے کہ رائے عامہ کو تربیت دینے کی ساری کوششیں عوام کے ذہن کو زہر آلود کر رہی ہیں۔ اسے آج معلوم ہو رہا ہے کہ زمین سے اضافی پیداوار حاصل کرنے کی کوشش زمین کی قوت پیداوار کو زائل کر رہی ہے۔ اب وہ فاقہ سے بچنے کے لئے نئے طریقے سوچ رہا ہے دماغ سوزی کر رہا ہے زمین کی معدنی دولت کے بے دریغ صرف کے بعد کوئی شعاعوں سے اپنی امیدیں وابستہ کر رہا ہے۔ جب کسی قوم کے مادی وسائل اس کے صنعتی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے کافی ثابت نہیں ہوتے تو وہ اپنے ہمسایوں کے وسائل پر تشدد کے ساتھ قابض ہو جاتی ہے۔

جدید صنعتی تمدن کی ضروریات ایسی ہیں کہ ان کی تکمیل کے لئے پیداوار خام کے غیر محدود ذرائع مدد کار ہیں۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر قوم خود مکتفی ہو جائے۔ اقوام عالم ناگزیر طور پر ایک دوسرے کی محتاج ہیں حتیٰ کہ سلطنت برطانیہ جو سطح زمین کے ایک چوتھائی حصہ پر پھیلی ہے خود مکتفی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک عالمی سلطنت ہی ایسے معاشی نظام کی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔

کیا عالمی سلطنت ممکن ہے!

کیا ایسی سلطنت ملک گیری کے ذریعہ وجود میں لائی جا سکتی ہے؟ اس کا نتیجہ جنگ، انقلاب، قحط اور وبا وغیرہ کی صورت میں جو برآمد ہوگا وہ انسان کے تصور سے باہر ہے پھر بھی اس کا نتیجہ [illegible] اس کی کچھ ضمانت نہیں کہ ایک عالمی سلطنت بھی دیرپا ہو سکے گی تاریخ ماضی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنتوں کو نہ صرف بیرونی حملوں سے دوچار ہونا پڑا اندرونی ہنگاموں سے بھی۔ اور تاریخ کا ایک واضح سبق یہ ہے کہ جنگوں اور انقلابات سے وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جس کی تلاش تھی۔

جنگ کا تجربہ اقوام متحاربہ کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی پڑی لیکن اس کو کم سے کم امن اور خوش حالی نصیب ہوئی۔ تیس سالہ جنگ میں جو فرانس کو کوئی چھ ہزار دو سو کے تحت لڑنا پڑا تھا ۲۰۰ لاکھ سے زیادہ سپاہی کام آئے فرانس کی پہلی جمہوریت کے تحت دس سالہ جنگ میں اس کے پاس [illegible] تعداد میں ۲۰۰ لاکھ سپاہی فراہم کئے گئے پہلی عالم گیر جنگ میں نو آبادیات کی فوجوں کے علاوہ ۷۰۰ لاکھ سپاہی تیار کئے گئے۔

صلح امن بے سود ہے

جب ایک بار جنگ چھڑ جاتی ہے تو وہ قابو سے نکل جاتی ہے۔ جنگ کے دوران اور اس کے نتیجے کی نسبت کوئی ماہر پیش قیاسی نہیں کر سکتا۔ ۱۹۱۴ء میں جرمنی کے فوجی ماہرین کو توقع تھی کہ وہ جنگ تین ہفتوں سے زیادہ جاری نہ رہے گی لیکن بربادی و تباہی چار سال تک جاری رہی۔ ایک اطالوی مصنف نے اپنی ایک کتاب میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ آئندہ جنگ دوران سے زیادہ جاری نہ رہ سکے گی۔ اس کا یہ استدلال تھا اگر کوئی ملک سوچ سمجھ کر جنگ کے پہلے دن اپنی ہوائی قوت کو پوری طرح استعمال کرے تو دوسرے ہی دن غنیم صلح کی درخواست کرے گا۔ یہ خیال آج بھی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے لیکن اس زمانہ میں فوجی حلقے اس پر سنجیدگی سے غور کرتے تھے۔ جب موجودہ جنگ شروع ہوئی تو ۱۹۳۹ء میں نازی کا نمانہ دانوں کی تاریخ تک مقرر کر دی تھی۔ اقوام متحدہ کے لیڈر ناواقف تھے جنگ کے نتیجے کی نسبت غلط اندازہ لگا رہے تھے۔ صرف مسٹر چرچل ہی ایک ایسے شخص تھے جو اختتام جنگ کی تاریخ کی نسبت کوئی بات نہیں کہہ رہے تھے۔

اگر اس امر پر غور کیا جائے کہ جنگ سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں تو ظاہر ہوگا کہ تباہی و بربادی کا تناسب مخاصمت زیادہ رہتا ہے۔ جیسے کہ مغربی یورپ میں معاہدہ برلن کے بعد نشست اور مسلح امن قائم ہوا تھا وہ معاہدہ ورسائی سے صرف ہو سال بعد ہوا۔ سائنس کی حیرت انگیز ترقی اور اسلحات کی تیاری میں غیر معمولی سہولتوں کی وجہ سے دو جنگوں کا درمیانی وقفہ غیر متوقع طور پر قلیل ثابت ہوا۔ اس کے باوجود مدبرین، ماہرین فنون اور سائنس داں متفقہ طور پر یقین دلا رہے ہیں کہ موجودہ جنگ کے بعد جو امن قائم ہوگا وہ دیرپا ہوگا۔ مدبرین کہتے ہیں کہ اس مقصد کا حصول توازن قوت پر منحصر ہے اور سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ان کی جدید ترین ایجادات دنیا کی تمام برائیوں کو دور کر دیں گی۔

لیکن ماضی میں مدبرین اور سائنس داں اور سپاہی ہر ایک نے یہ ثابت کر دیا کہ ان کی تدبیریں کو وہ آتش فشاں کی قوتیں بنا دیا۔ بلکہ جب ضرورت حملے کے وقت وہ سب متفق ہو کر ایک متحدہ محاذ تیار کرتے ہیں تو توازن قوت درہم برہم ہو جاتا ہے اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور سائنس ایک وفادار غلام کی طرح اغراض جنگ کی تکمیل کرتی ہے۔ پھر بھی یہ سارے منصوبے بجائے خود باطل نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت اس کے امکانات اور حدود اس کی ناکامیاں اور کامیابیاں کو نظر انداز کر دیں یہ مان پڑتا ہے کہ یہ تینوں عناصر ایک مستقل نظام عالم کے لئے ناگزیر ہیں لیکن اس چیز کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ان کو [illegible] اور اغراض امن ہر دو کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان کا صحیح یا غلط استعمال خود انسان پر منحصر ہے۔

تاریخ کے کسی ایک دور پر غور کیجئے ایسی مثالیں دستیاب ہوتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی قوم جو پہلے امن پسند تھی تعوڑے سے عرصہ میں جنگجو بن جاتی ہے نوع انسان کو امن پسند اور جنگجو جماعتوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جنگ ختم ہو جاتی تو کیا جذبات تھم جاتے ہیں اور لوگوں کو اپنی رائے ظاہر کرنے کی آزادی حاصل ہو جاتی ہے؟ اور کیا ابھی ان میں امن پسند قوموں سے متفق رہی۔ بجائے خود یہ ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے کسی ایک قوم یا کسی گروہ اقوام کو یہ حق حاصل نہ ہونا چاہئے کہ وہ اس قسم کا امن سلط کریں جو وہ چاہتی ہیں۔ شاید [illegible] کے پیش نظر حضرت عیسیٰ نے انجیل مقدس میں یہ ہدایت کی ہے کہ [illegible] دنیا کی حکمتوں کو تسلیم کرنے کا کیا حق ہے۔

دنیا کے آئندہ نظام کو تشکیل دینے والوں کے لئے اس حیرت انگیز سوال سے پہلے [illegible] ہی دانشمندی اور وہ یہ ہے کہ ہم اس امر کے اہل [illegible] کو تسلیم کریں۔ جو کے وجود اور اخلاقی توازن کو تسلیم کرنے کے بعد ہی مجموعی قوموں کی امن جگہ ہو سکتی ہے۔ پروفیسر اے وی ہل نے رائل سوسائٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ سائنس دانوں [illegible] ہے کہ ایک اخلاقی معیار کے تحت [illegible]

بقیہ صفحہ (۱۱)

بعد از جنگ مزدوروں کے مسائل کی نوعیت

از

سید علی محمد صاحب موسوی

دنیا کی ہر مملکت کوشاں ہے کہ مزدوروں کے مسائل کو اس طرح طے کر لیا جائے کہ جنگ کے ختم ہونے پر وہ اضطراب اور بے چینی باقی نہ رہے جس کا مظاہرہ آئے دن ہوتا رہا ہے۔ بہت کم ممالک ایسے ہیں جہاں ان غریبوں کی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن شاید ہی ان میں سے مزدوروں کی زندگی کو بہتر بنانے کا موجودہ مسائل کی منزل پر پہنچایا ہو کیونکہ یہ تدابیر جن راہوں سے نکلی تھیں اور جنھوں نے ان کو عمل جامہ پہنایا ان میں سائنٹفک تحقیقات کا فقدان تھا۔ جب کسی مرض کی تشخیص صحیح نہ ہو اور دوا بھی غلط طریقے سے استعمال میں لائی جائے تو پھر خوشگوار نتائج کی توقع رکھنا ایک سراب ہے۔ امریکہ کے علما اقتصادیات نے جن میں ڈارلی، گیمبرن، گاوڈ، ریمیزمن اور مانگومری ممتاز حیثیت رکھتے ہیں یہ ثابت کیا ہے کہ مزدوروں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جائے جن کی زندگی ان غریبوں کے حالات کی تحقیقات میں گذری ہو اور جن کو مستقبل کے مسائل سے کافی آگاہی ہو۔

اس طرح جب یہ حقیقت ہم پر آشکار ہو چکی کہ مزدوروں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اولاً تربیت یافتہ اشخاص کی ضرورت پڑتی ہے تو اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب جنگ کی ہولناکیوں کا خاتمہ ہوگا تو مزدوروں کے مسائل کی نوعیت کیا ہوگی اور کن اصولوں کی روشنی میں ان کو حل کیا جائے گا۔

ہندوستان ہی پر موقوف نہیں ہزاروں اور لاکھوں مزدور روزانہ صرف چند سکوں کی خاطر بکتے ہیں۔ وہاں ہر ایک جماعت کی طرف سے زیادتی کا بازار گرم ہے اور انسانی محنت سرمایہ داری کے ہاتھوں بک جاتی ہے اور ہمارے نظام اس بے انصافی پر پردہ ڈالتے ہیں۔ انسانی اخوت البتہ ایک عرصہ تک مصائب کا خون چوستا ہوا دیکھتا رہا نہیں کرتی اور جب روسی نظام کی مخالفت پر آتی ہے تو اس کو بنانے کے لئے امریکی نظام اسی کے خلاف جائیں کہ مزدوروں کی

سے طویل مدت تک ... روسی انقلاب ان غریبوں کے حق میں ایک ... اور مزدور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے منظم طریقوں پر سرمایہ داری سے ٹکر لینے پر تلے ہوئے ہیں۔ مزدوروں کی اس بیداری نے سرمایہ دار طبقہ اور کارخانہ جات کے مالکوں کو مجبور کر دیا کہ اب کسی طرح ان کو دبایا نہیں جا سکتا لیکن پھر بھی ان کی پامالی کے طریقے معلوم کر رہے ہیں اور مزدور کے حق کی حفاظت کو ڈھول سمجھتے ہیں۔ ڈال کر سرمایہ داری بھی اپنی کاٹ رہی ہے مگر مزدور بخوبی جانتا ہے کہ دور کے ڈھول سہانے۔ مزدور مذکورہ کوشش کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں صداقت کا نام و نشان نہیں۔ سرمایہ داری کی پرانی چال بے نقاب ہو چکی ہے۔

بہر حال مزدوروں کے مسائل کو پیدا ہو اس مرحلہ پر پہنچ گئے ہیں جن کا مظاہرہ کارخانے کے مالک کرتے ہیں۔ انہیں یہ نہیں معلوم کہ اوقات کار کی زیادتی سے مزدوروں کی کارکردگی متاثر ہوگی، وہ یہ نہیں جانتے کہ مزدور کے تنگ و تاریک جھونپڑے ایک طرف اس کی صحت کو برباد کئے دیتے ہیں تو دوسری طرف سے مزدور کے کام پر پڑتے ہیں صنعت میں یکسانی باقی نہیں رہتی جس سے مارکیٹ میں صنعت کا بازار پھیکا پڑ جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کارخانے والے ان باتوں کو کبھی فراموش نہ کریں۔

ان منزلوں سے گذرنے کے بعد ختم جنگ پر مزدوروں سے متعلق جو مسائل پیدا ہوں ان کو بین الاقوامی لیگ نمبر کے تحت سات جداجدا شعبوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ تجزیہ میں سہولت ہو اور حل معلوم کرنے میں بھی دقت درپیش نہ آئے۔

۱۔ غیر فوجی مزدوروں کی ایک بڑی تعداد جو جنگ میں شرکت کی وجہ سے اپنے آبائی پیشے سے کنارہ کش ہو چکی ہے ختم جنگ پر بیکاری کا شکار ہوگی۔ نہ تو ان مزدوروں کو جنگی شعبوں میں کام کرنے کے مواقع میسر ہوں گے اور نہ ان کو اپنے ابتدائی پیشہ سے وابستگی رہے گی۔

۲۔ ختم جنگ پر مزدوروں کی کثیر تعداد کارخانوں اور حکومت کے دفاتر میں گزاری رہے گی۔ ۱۹۳۹ء سے حل ہو نہ پائے اور کوششیں بہت کم

بڑی تعمیں اور سب اپنے کاریگروں کی بہم رسانی ممکن ہے تو پھر آخر کس طرح ان غریبوں کو جنھوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر حکومت کی آبرو رکھ لی پیٹ بھرنے کے مواقع میسر آئیں گے؟ نہ صرف صنعتوں میں کام کرنے والے مزدور بلکہ بری، بحری اور ہوائی افواج کے کارخانوں میں لاکھوں مزدور سخت سے سخت محنت کئے جا رہے ہیں مگر یہ تینوں فوجی محکمے امن کے دور میں ان سب کاریگروں کو کام پر نہیں رکھ سکتے۔

۳۔ جن طریقوں سے مزدور کی کارکردگی جنگ کے زمانہ میں حاصل کی گئی ہے اس کا نہ صرف برقرار رکھنا لازمی ہے بلکہ اس میں زیادتی پیدا کرنا بھی ایک ضروری عنصر ہے ورنہ اس طویل عرصہ کی کارکردگی مسدود پڑ جائے گی اور جو روپیہ جنگ کے دوران میں ان کی تربیت اور اجرتوں کی شکل میں دیا گیا ہے سب رائیگاں جائے گا۔

۴۔ صنعتی تحقیقات کے میدان میں کافی گنجائش نکل آئے گی۔ گذشتہ جنگ عظیم کے ختم ہونے پر جس طرح صنعتی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا۔ بالکل یہی حالت جدید جنگ کے اختتام پر نمودار ہوگی۔ اگر ایک صنعتی ادارہ کوئی تحقیقاتی کام کر رہا ہے تو دوسرے کارخانے بھی ... اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لئے نئی نئی ایجادیں پیش کریں گے۔ روزمرہ کے استعمال کی چیزیں نئے نئے طریقوں سے تیار ہوں گی۔ مال کی ... میں زیادہ کھپت ہوگی، نئی مشینیں کام کریں گے اور اسی طرح مزدوروں کی زندگی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی جس کے لئے ان مسائل پر دور بیں نگاہ رکھتے ہوئے اسکیم تیار کرنی پڑے گی۔

۵۔ ہماری فوجوں میں سپاہیوں کی ایک قابل لحاظ تعداد پست اقوام سے تعلق رکھتی ہے علاوہ ازیں اکثر کارخانوں میں مزدوروں کی تعداد کا ایک بڑا حصہ اچھوت ذات پر مشتمل ہے جنگ کے دوران میں انھوں نے ملک و قوم کی خدمت انجام دی لیکن ختم جنگ پر ان کی روزی کا انتظام ہو جائے تو پھر وہ سارے معاشرتی مسائل کا حل بھی دریافت کرنا پڑے گا جو اچھوت قوم سے وابستہ ہے یعنی کہ معاشی اور معاشرتی مسائل کی یکجائی اور ان کا حل ایک بہتر نظام ہی سے ممکن معلوم ہو سکے گا۔

۶۔ انجمن مزدوران کی طاقت میں بہت اضافہ ہو گیا۔ حکومت اور کارخانوں نے جنگ کے دوران میں مزدوروں کی خدمات حاصل کرنے کے لئے انجمن مزدوران سے بڑی امداد حاصل کی ہے اور ان کے وقار اور اثر کو تسلیم بھی کر لیا ہے جس کا ہٹانا ختم جنگ پر مشکل ہے۔ اگر مزدوروں کی پابندی سے منہ موڑ لیا گیا تو کیا عجب کہ انجمن مزدوران جس کی مالی حالت اور قوت دوران جنگ کی وجہ سے مضبوط ہو چلی ہے اپنے اراکین کو کام پر جانے کی ممانعت کر دے اور اس طرح ہڑتال بپا ہو جائے۔ عوام کی ضرورت کو پورا کرنا حکومت کا فرض ہوگا لیکن طلب و رسد کی توازن برقرار رکھنے

(بقیہ صفحہ ۱۰)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

بعض روشن خیال مسلم گھرانوں کی لڑکیاں اپنے نو آموز سوشلسٹ سرپرستوں کے جوش و خروش کو جنگی خدمت میں اس زور و شور سے تبدیل کر چکی ہیں کہ ان کے جنس کی نفی کو ثبت کی لطافتوں نے بڑے بڑے ذہن کے ماہروں کو بھی ان کی تعریف و توصیف میں تر زبان کر دیا اور بعض پرانی وضع کے مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں جو دانتوں میں انگلی داب کے بیٹھ رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ (دہیرہ کی)

ہفتہ گذشتہ کی اہم خبر ہے کہ نواب سالار جنگ بہادر نے حیدرآباد میں تشریف رکھنے کے باوجود مجلس میں شرکت نہیں فرمائی جو نواب لطیف یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ کے اعزاز میں ترتیب دیا گیا تھا۔

اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۹ اردی بہشت سے متعلق مقامی اخبارات میں جو رپورٹ شائع کرائی گئی ہے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) کوشش کے باوجود مباحث کا علم نہ ہو سکا۔

(۲) لیکن اجلاس کی طوالت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بعض ایسے اہم مسائل زیر غور رہے جن سے متعلق شاید ایک عرصہ تک کوئی مستند اطلاع حاصل نہ ہو سکے۔

(۳) آئندہ کے پروگرام سے متعلق اراکین پر سختی سے خاموش ہیں۔

(۴) اطلاع کے لوثوقی ذریعے سے اور قوتوں کے اجتماع کا ایک وسیع پروگرام ترتیب پا چکا ہے۔

(۵) اتحاد کی طلبہ غیر معمولی طور پر مصروف و منہمک نظر آ رہے ہیں۔

اس کو کہتے ہیں حکومت کی مرعوب اور بھولے بھالے قوتوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش۔

انگلستان میں جمہوریت ایک قومی تفریح ہے۔ (اورینٹ ویکلی)

ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کی رائے ہے کہ ہندوستان کی قومی تفریح ستیاگرہ ہے۔

ہمارا نقطہ نظر خالص سیاسی ہے۔ بڑی سے بڑی شخصیتوں کو ہم جائز اور سنجیدہ تنقیدات کی خوردبین کے سامنے رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ (پیام)

تو جب دوستی اور مروت کا سوال سامنے آتا ہے تو اس خوردبین کو طاق نسیاں میں رکھ کر دوربین سے کام لیا جاتا ہے۔

انسان ہمیشہ اپنی ذات سے زیادہ اپنے ابنائے جنس کا مفاد مد نظر رکھے۔ (انسانی کانفرنس میں نواب سالار جنگ بہادر کا ارشاد)

اس تقریر کو پڑھنے کے بعد احباب کی ایک محفل میں جو بے ساختہ تبصرے ہوئے وہ یہ تھے۔

ایک دوست — جل جلالہٗ

دوسرا دوست — کاش!!

تیسرا دوست — خود طبیب کو علاج کی ضرورت ہے۔ مشورہ نہایت اچھا ہے لیکن مطلب یہ ہے کہ ابنائے جنس کے مقابلہ میں اپنے مفادات کو محفوظ کیا جائے۔

چوتھا دوست — تو گویا نواب صاحب نے انجمن کی تجویز کو قبول فرما لیا۔

شوہروں کا قحط۔ (ایک اخبار کی سرخی)

اس سرخی کو دیکھ کر ہمارے ذہن میں ایک اور سرخی بھی آ گئی ہے ——— قانونی ہیرو ہیروئنگ کا رکی۔

انسانی کانفرنس کا ایک شاہکار ملاحظہ ہو۔

انجمن پسند ادب و سیاسی کے درمیان کشادہ حال سے ملک کی راست ترقی اگرچہ نہیں ترقیاتی ممکنات کے منافی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ درمیانی شیخ ہندوؤں کو وہیں تک ہوشیار رکھنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے تو حیدرآباد کے ہندو خوب ترقی کریں گے۔

ع۔ یہ شاہی کو سمجھتے تھے تو شاہی کی روزہ کشائی ہے

سر مرزا اسمٰعیل کی ایک حالیہ تقریر پر معاصر پیام نے ایک اداریہ تحریر کیا ہے جس کا عنوان ہے "ایک بیدار مغز کی آواز ہے!"

بیدار مغز کی آواز بیدار مغز ہی پہچان سکتا ہے۔

صوبہ سندھ کے حالیہ خلفشار پر معاصر قومی جنگ تحریر کرتا ہے کہ

"سندھ میں جو کچھ ہوا وہ نتیجہ تھا سندھ لیگ میں ترقی پسند عناصر کے بڑھنے کا، جن کی بنیادی سدر یہ کر رہے تھے!"

یہ ترقی پسند عناصر جہاں جاتے ہیں انتشار اور افتراق پیدا ہو جاتا ہے جس کی ایک اور تازہ مثال آندھرا کانفرنس کا خلفشار ہے۔

ع۔ جو ترقی پسند اٹھے تو اٹھاتے سو پریشاں نکلا!

والیان ریاست کے وقار پر اعلیٰ حضرت کی ایک اور کاری ضرب ——— سان فرانسسکو میں نمائندگی کے متعلق کوئی مشورہ نہیں کیا گیا۔ (ایک معاصر کی سرخی)

اس مسئلہ پر والیان ریاست کو مشورہ کرنا چاہئے۔

صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت کے قیام سے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ کانگریس تعاون کرنے کے لئے پہلے بھی آمادہ تھی اور اب بھی آمادہ ہے۔ (ریاست)

چنانچہ اسی آمادگی کا نتیجہ تھا کہ کانگریس ۱۹۳۹ء میں وزارتوں سے دست بردار ہو گئی، کرپس کی تجاویز کو مسترد کر دیا اور اگست ۱۹۴۲ء کی قرارداد منظور کی۔ اسے قلابازیاں نہ سمجھئے یہ "صداقت اور عدم تشدد" ہے!

حیدرآباد اسٹیٹ آرٹس کانفرنس نے اپیل کی ہے کہ مزدور اور کسان اس کے سالانہ جلسے میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں۔ (ایک خبر)

کیا اس مذہبی ادارہ میں بھی کمیونسٹ پچھلے دروازہ سے گھس رہے ہیں؟

رو دل نے "مرزا نظام فرقت کے ساتھ مسلمانوں" کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔ (ایک اشتہار)

اس کتاب کو پڑھنے سے کچھ لگتا ہے۔

دیہی آبادی کی معاشی حالت کی اصلاح

محکمہ رسد کی اسکیم

حیدرآباد ۔ ۲۰ اردی بہشت ۔ ممالک محروسہ کی دیہی آبادی کی وہ عظیم اکثریت جو ہندوستان کی دیہی آبادی کی طرح عرصوں سے ساہوکاروں کے باعث جو سلسلہ بیحد تکلیف دہ مشغل ہوتا چلا آتا ہے اب تک اپنی معاشی حالت کی اصلاح نہ کر سکی اور حکومت کی جانب سے انجمن ہائے امداد باہمی اور دیہات سدھار کے محکمہ جات کے ذریعہ جو اقدامات کئے گئے وہ کسی حد تک جزوی طور پر نتیجہ خیز ثابت ہوئے ہوں مگر ان ساہوکاروں کے باعث ان کو دراصل کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اور ان کی معاشی زندگی کی اس طرح تنظیم کرتے کہ انہیں حقیقی خوشحالی نصیب ہوتی۔ اب اس سلسلہ میں یونائیٹڈ پریس کو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آنریبل مسٹر [illegible] مسٹر فضل اللہ ناظم رسد سرکار عالی کی زیر ہدایت محکمہ رسد نے جو ایک اسکیم مرتب کی ہے اور جس پر جزوی طور پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے اس کے نتیجہ کے طور پر وہ وقت دور نہیں جبکہ حکومت سرکار عالی ممالک محروسہ کی دیہی آبادی کو ایک ایسے معاشی نظام کے تحت لے آئے گی جس کی بدولت انہیں نہ صرف فارغ البالی اور فراغت حاصل ہو سکے گی اور وہ ساہوکاروں کے پنجے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو سکیں گے۔ یہاں اسکیم کی تفصیلات پیش کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ کچھ عرصہ ہوا کہ وہ پریس نوٹ کی صورت میں شائع ہو چکی ہیں مگر اسکیم کے نمایاں خدو خال سے متعلق یونائیٹڈ پریس کو جو مزید معلومات حاصل ہوئی ہیں ان سے یہ منکشف ہوتا ہے کہ حکومت ممالک محروسہ کے تمام مواضعات میں امداد باہمی کے اصول پر غلہ کی ایک ایک بنک قائم کر رہی ہے اور تمام تعلقوں نیز تمام بڑے مواضعات میں کوآپریٹو تعلقہ ڈیولپمنٹ یونین یعنی مجلس ترقیات امداد باہمی، اور اس کی ذیلی شاخوں کو جو قلیل و طویل المدتی تنظیم دیہی کے لئے سرمایہ کی جو ضرورت ہو گی وہ ان رقومات سے پوری ہو جائے گی جو ڈیولپمنٹ یونین یعنی مجلس ترقیات امداد باہمی، مختلف اجناس کی برآمد [illegible] سے بطور فیس حاصل کریں گے۔ [illegible] معلوم ہوا ہے کہ محکمہ رسد [illegible] کی سالانہ [illegible] لاکھ [illegible] کی برآمد کی اجازت [illegible] مجلس ترقیات امداد باہمی ان [illegible] ناموں کے حصول کریں گے اور ایک آنہ فی پلہ کے حساب سے [illegible] مجلس کے قبضہ میں [illegible] ان اگر کو

بطور اخراجات معاوضہ دیا جائے گا جو تشخیص کرنے کے فرائض کو انجام دیں گے اس طرح محکمہ سوسائٹیوں یعنی مجلس ترقیات امداد باہمی کو ایک سال میں تقریباً ۲۲ ۲۳ لاکھ روپے کا سرمایہ حاصل ہو جائے گا۔

دالوں کی جس مقدار کو امسال برآمد کرنے کی اجازت دی جائے گی وہ تخمینہ کیا جاتا ہے کہ (۵) لاکھ پلے ہو گی اور مجلس ترقیات امداد باہمی ان برآمدی اجازت ناموں پر تقریباً پانچ لاکھ روپے وصول کریں گی۔ اسی طرح تل کی کافی مقدار بھی برآمد کی جائے گی جس پر یونین کو مزید آمدنی ہو گی جو برآمد کنندہ تاجر جو اجازت ناموں کے حصول کے لئے درخواست دیں گے ان کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ مجلس ترقیات امداد باہمی کے رکن ہوں یعنی ان کو باضابطہ رکنیت کا مستحق ہونا پڑے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ مجلس ترقیات امداد باہمی کو پہلے ہی سال میں ان تمام مدات سے تقریباً ۳۰ لاکھ روپے کا سرمایہ حاصل ہو جائے گا اور اگر جنگ اور مابعد جنگ کے اثرات کے تحت اشیاء کی موجودہ حالت باقی رہی جو فی الوقت ہے تو تین چار سال میں مذکورہ مجالس کا سرمایہ آسانی سے دو کروڑ روپے ہو جائے گا اور یہ رقم دیہی تنظیم کے اخراجات کی پابجائی کے لئے اور مجالس ترقیات امداد باہمی کو اپنے قلیل المدت اور طویل المدت منصوبوں پر عمل جاری رکھنے کے لئے ابتدائی سرمایہ کے طور پر کافی ہوگی۔

برطانوی ہند کی وہ بڑی انگریزی کمپنیاں جو خام پیداوار کو وسیع پیمانہ پر بیرون ہند برآمد کیا کرتی ہیں سرکار عالی کی اس تجویز پر کہ تعلقات کی مجلس ترقیات برآمدی اجازت ناموں پر فی پلہ (۲) روپے فیس حاصل کریں ابتداً چیں بہ جبیں ہوئیں اور اعتراض کیا کہ اس طرح یہ گویا حکومت برآمد پر گویا ایک محصول عائد کر رہی ہے لیکن حکومت سرکار عالی کے اس استدلال نے انہیں قائل کر دیا کہ برآمدی اجازت ناموں کی فیس حکومت کے خزانہ عامرہ میں داخل نہیں ہو گی بلکہ متعلقہ [illegible] مجالس ترقیات کے تفویض [illegible] جو تمام تر دیہات کی [illegible] دیہی مواضعات کی معاشی حالت کو بہتر بنانا [illegible] حکومت سرکار عالی کی اس تجویز نے [illegible] مطمئن کر دیا۔ حکومت سرکار عالی کے پیش نظر یہ خیال بھی ہے کہ ریاست اعداد [illegible] پنپنے کے [illegible]

مذکورہ اجناس کی قیمتیں ہیں جو بدولت تفاوت بہت اونچی ہے صرف درمیانی آدمی نفع حاصل کرتا ہے بہتر صورت یہ ہے کہ کاشتکار یا ترقیات کو کاشتکاروں کی معاشی حالت سدھارنے کے لئے ان اجناس کی برآمد کے اجازت ناموں پر ایک تیز کمیشن دلوا دیا جائے جو برطانوی ہند اور ریاست کے درمیان قیمتوں کے تفاوت کو کسی حد تک دور کر دے چنانچہ سال گذشتہ مرکزی کارپوریشن نے دالوں کی برآمدی اجازت ناموں کی کارروائی پر جو رقم وصول کی اس کو پچاس لاکھ روپیہ کے اس ڈسٹرکٹ فنڈ کو دے دیا جائے گا جو حکومت ریاست کے غلہ گوداموں کے لئے گودام کی تعمیر کے واسطے قائم کر رہی ہے۔

یونائیٹڈ پریس یاد دلا سکتا ہے کہ اس امر کا کو مذکورہ رقم کے علاوہ مخصوص نامزد مواضعات کی آمدنی سے بھی معقول رقم دی جائے گی۔

یونائیٹڈ پریس کو یہ معلوم ہوا ہے کہ مجلس ترقیات اور مواضعات کے غلہ بنک ان قلیل المدت منصوبوں کو پورا کرنے کے بعد جو حکومت سرکار عالی کی امداد باہمی سے متعلق ہیں ان طویل المدت منصوبوں کو روبہ عمل لانے میں مشغول ہو جائیں گے جو ملک بھر کے کاشتکاروں کی معاشی زندگی میں ایک انقلاب انگیز ترقی کا باعث ہوں گے۔

ان منصوبوں میں اس امر کا انکشاف ضروری ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں امداد باہمی کی تحریک گذشتہ (۳۰) سال سے جاری ہے اور اس مدت میں صرف پانچ ہزار انجمن ہائے قرضہ امداد باہمی قائم کی جا سکیں جن کا مجموعی سرمایہ اب تک بہت قلیل ہے علاوہ ازیں حکومت اس تحریک کو وسعت دینے کی اسکیموں کے لئے جو سالانہ مواجنہ منظور کرتی ہے وہ بھی قلیل ہے اور ریاست کے مواجنہ پر دوسرے اخراجات کا بار گراں ہونے کی وجہ سے یہ ممکن بھی نہ تھا کہ اس تحریک کو چلانے کے لئے زیادہ رقم منظور کی جا سکتی ہے۔ لیکن حالات جنگ نے ایسا سنہرا موقع فراہم کر دیا ہے جس کی بدولت عنقریب ہی ہر تعلقہ واری مجالس ترقیات کروڑوں روپیہ کے سرمایہ کی مالک ہو جائے گی اور ممالک محروسہ کے (۲۲) ہزار مواضعات کے غلہ بنک ان کے گودام اور تعلقہ واری مجالس ترقیات اور ان کی شاخیں دیہی زندگی کی اصلاح کے لئے ایک ایسا مربوط معاشی نظام پیش کریں گے جو مزارعین کے لئے غلہ کی منتقلی اور غلہ کی سائنٹفک ذخیرہ بندی کی سہولتیں مہیا کرے گا اور انہیں ساہوکاروں کے سودی قرضوں کے تباہ کن بار سے نجات دلا سکے گا کیونکہ انجمن ہائے قرضہ امداد باہمی رقمی لین دین کرتی ہیں تو ان کے مقابلہ میں ساہوکار غلہ کی صورت میں قرضہ دیتے ہیں اور یہی اس کی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے۔ غلہ بنک ساہوکاروں کے طریقہ کو اپنا کر ان کا مقام حاصل کر سکیں گے۔ مگر سود در سود کی تباہ کاریوں سے بچائیں گی

بقیہ صفحہ [illegible]

طبقہ جاگیرداران میں رعایا کی بہتری کا خیال

نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے اعزاز میں سپاس نامہ

حیدرآباد - ۱۳ اردی بہشت - نواب دوست محمد خاں صاحب نے نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے اعزاز میں مجلس جاگیرداران کے طرف سے حسب ذیل سپاس نامہ پڑھا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ طبقہ جاگیرداران میں پھر ایک نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے اور اس طبقہ اور جماعت میں ایک سے زیادہ افراد ایسے ہیں جو ملک کی بہبودی اور شاہ وقت کی سرپرستی کے ساتھ ملک کی ہر ممکن خدمت کے لئے آمادہ رہتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ آقائے ولی نعمت حضرت بندگان عالی نے اپنی توجہات شاہانہ سے اس طبقہ کو حیات تازہ بخشی ہے جس کی بدولت مختلف شعبہ جات زندگی میں ترقی کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔

حضرت پیر و مرشد کے دور میمون میں ریاست نے جو ترقی کی ہے اور رعایا برایا کی عزت و بہبود کے لئے جو بیشمار کام انجام پائے ہیں ان کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے لیکن جو شاہ خسروی جشن سیمیں کے موقع پر شرف اصدار پایا ہے وہ ہمارے لئے دولت آصفیہ کے تاج کا گوہر بے بہا ہے اور اس کو ہمیشہ یاد رکھنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

میں جاگیرداروں کے سپاس نامہ کی بطور خاص قدر کرتا ہوں یہ شرفاء کا ایک ایسا طبقہ ہے جو حیدرآباد کی ریاست کے ساتھ امتیازی خصوصیت رکھتا ہے میرا ہمیشہ سے بزرگوں کے اصول یہ رہا ہے کہ حتی الامکان جاگیرات کو بحال رکھی جائیں اور فنا ہونے سے بچائی جائیں گرچہ امراء یہ ہے کہ خود جاگیرداروں کے ہاتھ میں ہے کہ اگر وہ ترقی کی راہ پر چلیں اور دوراندیشی سے کام لیں اور اپنی جاگیر کو منظم کریں اور بالخصوص اپنی جاگیر کی رعایا کی فلاح و بہبود کو شامل ہوں تو مجھے امید ہے کہ ریاست کے لئے یہ طبقہ ایک مضبوط تقویت ثابت ہوگا۔ سلامت رہنے کو ان کے کام کی بنیاد ہے تاکہ ریاست اس طبقہ کی ... ظاہر ہو۔

ان ارشادات خسروی کو جو طبقہ کی امتیازی حیثیت متعین ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ حضرت پیر و مرشد کے ارشادات عالیہ کی تعمیل میں مجلس جاگیرداران نے اپنی بساط کے موافق یہ کوشش کی ہے کہ طبقہ جاگیرداران میں رعایا کی بہتری کا خیال بطور خاص پیدا ہو اور آپس کی نزاعات حتی الامکان کم ہوں اور حکومت سرکار سے باہمی مشاورت سے نظم و نسق کے مسائل سہولت کے ساتھ طے کئے جائیں اور اس غرض کے لئے مجلس کی طرف سے کوشش جاری ہے۔

یہ ضرورت نہیں ہے کہ میں مجلس جاگیرداران کی گذشتہ مساعی اور تاریخ پر کوئی تبصرہ کروں لیکن از راہ صداقت یہ کہنا ہے کہ یہ مجلس جو نواب سر ... مرحوم و مغفور نواب رکن الملک خان ... مرحوم و مغفور کی درپیش مدت سے تاج اور ملک کی خدمت گزاری طبقہ کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے انجام دے رہی ہے کچھ عرصہ بعد اس مجلس پر ایک جمود طاری ہو گیا تھا لیکن نواب سالار جنگ بہادر کی صدارت اور نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی مستعدی نے اس کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز کیا اور ان کی انتھک مساعی سے یہ مجلس زیادہ منظم ہو گئی۔ میں اس قدر اور عرض کروں گا کہ نواب بہادر یار جنگ مرحوم اگرچہ ایک خاص سیاسی جماعت کے قائد تھے لیکن مسائل مجلس جاگیرداران میں جس فراخ دلی اور وسعت نظر سے نواب صاحب مرحوم نے کام لیا اس کو طبقہ جاگیرداران کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ یہاں اس وقت کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ نواب سالار جنگ بہادر کی صدارت کے دوران میں جب نواب صاحب موصوف بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے تو آپ کے غیاب میں نواب لطف الدولہ مرحوم امیر پائیگاہ خورشید جاہی نے صدر المہامی عدالت کی مصروفیات کے باوجود مجلس کی صدارت کے فرائض انجام دیے اور اپنی بے مثال خوش خلقی کے علاوہ پسندیدہ جذبات طبقہ کی فلاح اور بہبودی کا اظہار فرمائے۔ نواب کمال یار جنگ مرحوم نے بھی نازک دور میں اس کی مدد فرما کر مجلس کو ایسی تقویت بخشی جس کے لئے ہم ہمیشہ نواب صاحب مرحوم کے شکرگزار رہیں گے۔

حضرات! نواب کمال یار جنگ مرحوم کی بعد وفات میں عالی جناب نواب ظہیر یار جنگ بہادر ہمارے نائب صدر صاحب کی زندگی میں مرحوم نصرت ... صاحب موصوف امیر پائیگاہ کے موروثی مرتبہ سے سرفراز ہو گئے اس وقت نواب کمال یار جنگ بہادر مرحوم نے صاحب موصوف سے درخواست کی کہ وہ منصب صدارت مجلس جاگیرداران قبول فرمائیں اور نواب صاحب مرحوم ان کے نائب صدر کی حیثیت سے کام کریں گے لیکن نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے یہ جواب دیا کہ وہ ان کے نائب صدر کی حیثیت سے تا ختم مدت انتخابات خدمت انجام دیں گے۔ اس جواب سے نہ صرف نواب صاحب مرحوم متاثر ہوئے بلکہ تمام افراد طبقہ کے دلوں میں نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی ایک خاص عظمت و محبت قائم ہو گئی۔

اس میں شک نہیں کہ ... تعلیم اور تربیت ... کی آپ یادگار ہیں اس کے کارناموں سے تاریخ دکن معمور ہے اور جس خاندان میں معین المہامی اور مدار المہامی رہی ہو اس خاندان کے چشم و چراغ کے لئے عہدہ صدر المہامی کوئی خاص بات نہیں ہے لیکن زمانہ کے اعتبار سے اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ ایسے جلیل القدر خاندان کے افراد کو جو کردار اور علم کے زیور سے بھی آراستہ ہوں ملک و ملک کی خدمت گزاری کا موقع عطا فرمایا جائے بارگاہ مقام شکر ہے کہ ...

حضرت ... ریاست کی نظر انتخاب بالالتفات خسروانہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر پریسیڈنٹ مجلس جاگیرداران کو کیبنٹ باب حکومت پر مامور فرما کر نہ صرف طبقہ جاگیرداران کو بلکہ تمام اہل ملک کو دلی شکرگزاری و احسان مندی کا موقع سرفراز فرمایا۔ میں طبقہ کی جانب سے نواب صاحب کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نواب صاحب کو توفیق و تحقیق عطا فرمائے اور ملک و مالک کی ایسی ہی گرانقدر خدمات انجام دیں جو تاریخ دکن میں امتیازی حیثیت کی مالک ہوں۔

ہم میں سے ہر شخص اس سے واقف ہے کہ نواب صاحب ممدوح نے کس حسن تدبیر سے مجلس جاگیرداران کی صدارت کے فرائض انجام دیے اور طبقہ کی بہتری کے مسائل کو آگے بڑھایا۔ نواب صاحب ممدوح کی خوش خلقی اور طبقہ کے مسائل سے دلچسپی لینے ... کا یہ موقع نہیں ہے ... جو آپ نے طبقہ جاگیرداران کے لئے کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم سب یہاں اظہار مسرت کے لئے جمع ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ نواب صاحب کے تجربے ملک کی خدمت پوری طرح ... طبقہ کے نوجوانوں میں آپ کی مثال ... کی تاکہ وہ بھی ملک اور ملک کی خدمت کے لئے اپنے کو بہتر ثابت کر دکھائیں اور حضرت بندگان عالی کے نظر کرم سے سرفراز ہوں۔

میں اس موقع پر عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں جن کو ہمارے طبقہ سے قریبی تعلق ہے ... کہہ دینا چاہتا ہوں کہ موصوف کے نام صدارت عظمیٰ میں نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی کیبنٹ

حالاتِ حاضرہ نے جاگیرداروں کے فرائض کو اہم تر بنا دیا ہے

نواب ظہیر یار جنگ بہادر کا جواب

جس خلوص کے ساتھ آپ نے اور ارکان مجلس نے آج میرا خیر مقدم کیا ہے میں اس کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ مملکتِ آصفیہ کے اس قدیم اور وفادار طبقہ کے لئے یہ بے انتہا باعثِ اطمینان ہے کہ مجلس جاگیرداران گذشتہ پچیس سال سے زیادہ عرصہ سے اس طبقہ کی مسلسل خدمت کر رہی ہے اور میرے لئے یہ اور زیادہ باعثِ مسرت ہے کہ اس انجمن کی ابتدا مرحوم سر نظامت جنگ امرائے منسوب ہے اور اس کی نشاۃ ثانیہ کا دور نواب سالار جنگ بہادر کی صدارت سے شروع ہوتا ہے۔ مرحوم نواب کمال یار جنگ اور مرحوم نواب بہادر یار جنگ کے خدمات کا یہ طبقہ ہمیشہ رہین منت رہے گا جن کی میرے دل میں ہمیشہ بڑی عزت رہی ہے۔ آپ نے جن خوشگوار الفاظ میں مجھے مخاطب کیا ہے مجھے ان کی نسبت صرف اس قدر کہنا ہے کہ میں نے بحیثیت نائب اور صدر انجمن اپنے فرائض کو انجام دیا ہے۔ اس قدیم اور وفادار طبقہ کے ہر رکن پر خواہ وہ کوئی ہو اپنے طبقہ کی خدمت اس کے فرائض میں داخل ہے۔ ان فرائض کی ذمہ داریوں میں حالاتِ حاضرہ نے اور زیادہ اہمیت پیدا کر دی ہے۔ تنظیم ابعد جنگ کا نہایت اہم مسئلہ ہمارے سامنے پیش ہے۔ دنیا کے واقعات نہایت سرعت سے بدلنے والے ہیں اور اس انقلاب کے لئے ہم کو ابھی سے تیار رہنا چاہئے کیونکہ تعمیر کے جو اہم منصوبے حکومت کے سامنے ہیں ان میں جاگیرداروں کو پورے طور پر اپنی حد تک اشتراکِ عمل کرنا ہے۔ آئندہ دور میں رعایا کے فلاح و بہبود کے مسائل بہت زیادہ بیدار توجہ کے محتاج رہیں گے۔ جاگیرداروں کی آمدنی کے ذرائع محدود اور متعین ہونے کے سبب سے افراد زندگی کے میدان سے بے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ سرمایہ داروں کو اس غیر منقول دولت میں جو مستند تاریخی ہو اس کے لحاظ سے آئندہ زمانہ کے مدوجزر کے اندازہ میں منقولہ کے تیار رہ کر ان کو جمع رکھنے کے لئے امکانات کے استقرار وقت کو ملحوظ رکھنا ہے۔ اس لحاظ سے بھی آئندہ تنظیم کی ذمہ داری ان پر بہت اہم رکھی ہے۔

طبقہ جاگیرداران خوش نصیب ہے کہ اسے اپنے ہر دلعزیز بادشاہ مجازی کے سایہ عاطفت میں بسر کرنے کا موقع ملا ہے جن کے تمام رعایا بے انتہا ممنون ہے کی ہمیشہ فلاح و بہبود کی طرف مبذول رہتے ہیں۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کے جن کلماتِ فیض التیام کو آپ نے ابھی پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے وہ اس طبقہ کے قلوب پر ہمیشہ کندہ رہنے کے قابل ہے اور اس کی روشنی میں ہم کو اپنا لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے۔

ہمارے لئے یہ نہایت باعثِ اطمینان ہے کہ مملکت آصفیہ کی زمامِ انتظام حضرت اقدس و اعلیٰ نے ایک مجسمہ شرافت کے تفویض فرمایا ہے جو خود ہمارے طبقہ سے قریبی تعلق رکھتی ہے۔ میرا دوست یعنی میرے محترم دوست عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر کی ذات ہے۔ آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے خیالات کا جو اظہار فرمایا ہے اس سے آپ کی پوری ہمدردی اس طبقہ کے ساتھ ثابت ہے۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کے جو مکارم شاہانہ مجھ پر مبذول رہے ہیں ان کے شکریہ کے اظہار کے لئے میری زبان قاصر ہے۔ باب حکومت کی خدمت جو میرے تفویض فرمائی گئی وہ حضرت بندگانِ عالی کی ذرہ نوازی ہے میرے آبا و اجداد نے مملکت آصفیہ کی خدمت کو ہمیشہ اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھا اور میں بھی اسے اپنے لئے باعثِ فخر و مباہات سمجھتا ہوں۔ معاضرت کی کہ مجھے مالک مجازی اور ملک کی خدمت میں کامیابی حاصل ہو۔

میں خاتمہ پر اپنے طبقہ کے حاضرین کو اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ اپنے طبقہ کی خدمت کو میں اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں اس طبقہ کی خدمت اور اس کی بہبود کے لئے میں ہمیشہ تیار ہوں۔ مجھے اس کا افسوس ہے کہ میرے محترم دوست راجہ شامراج بہادر آج یہاں تشریف فرما نہیں ہیں مجھے امید ہے کہ میرے جذباتِ تشکر آپ ان تک ضرور پہنچا دیں گے۔

پھر ایک بار آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ یہ طبقہ اتحاد و اتفاق اور یک جہتی سے اپنے کاروبار کو بہ وجہ احسن انجام دیتا رہے۔ سرکار شاہ ماں میری نظر میں آپ کے شکایت حائل رہے گی۔

میں اب ختم پر صدقِ دل سے ہمارے شاہ دیجاہ اور شاہزادگان بلند اقبال اور شہزادیاں نیک خصال کے درازیٔ عمر و اقبال کی دعا کرتا ہوں۔

۲۴ کی منتقریب وہ منجع سے یکجا ہو جائیں گے۔ ایک دوسری قرارداد میں مجلس موضوعات نے مطالبہ کیا کہ ہندوستان [illegible] حکومتوں کی مساعی پر آپ تو جی حضرت تمام کی بات [illegible]

درجۂ نوآبادیات کا مطالبہ

ظفر اللہ کی تائید میں ممبر لبرل فیڈریشن کی تقریر

لاہور ۔ مدراس ۔ [illegible] لبرل فیڈریشن کے اجلاس منعقدہ کے صدر مسٹر وی ۔ آر ۔ وینکٹ رام شاستری نے ہندوستان کے مسائل کے حل کے لئے سر ظفر اللہ خان کی تجویز کی تائید کی ہے جو انھوں نے حالیہ کانفرنس دولت مشترکہ میں پیش کی تھی۔

اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر شاستری نے کہا کہ سر ظفر اللہ نے یہ کہکر اگر جنگ کے ایک سال بعد تک ہندوستان کی سیاسی جماعتیں کسی متفقہ تجویز تک نہ پہنچیں تو برطانوی حکومت کو خود ہی مسئلہ حل کرنے کی سعی کرنا چاہئے۔ ایک بیش قیمت تجویز کی ہے انھوں نے اپیل کی کہ برطانوی حکومت فوراً ایک اعلان کے ذریعہ ہندوستان کو جنگ کے بعد درجہ نوآبادیات دے۔ انھوں نے یہ استدلال کیا کہ کرپس والی تجاویز میں یہ اعلان موجود تھا اور اب اسی اعادہ کر دینا اور اسے عمل میں لے آنا چاہئے۔ انھوں نے سیاسی قیدیوں اور کانگریسی نظر بندوں کی جن میں مجلس عاملہ کے ارکان بھی شامل ہیں رہائی پر زور دیا۔

مسٹر شاستری نے مسٹر جناح سے اپیل کی کہ وہ پاکستان کی بابت مجوزہ ریاست اور وفاقی دستور سے متعلق گفتگو کریں۔ انھوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ ہندوستان کو مسئلہ حل کرنے کے لئے دو مہاتما گاندھی اور مسٹر جناح کو کانفرنس کے ذریعہ کام میں لایا جائے۔ اس بارے میں کہ ان میں کوئی اختلاف کی گنجائش نہیں بلکہ مصالحت بجانب اور عدالتی فیصلے کے ذریعہ ختم کرنے کی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

مسٹر شاستری نے کہا ۔ یہ لوگ ایسے وقت جب کہ رومانیہ اور پولینڈ اور یونان کی تعمیر جدید کے لئے تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کو ملتوی رکھنے کے لئے کوئی معقول عذر نہیں پیش کر سکتے۔ ان دونوں کے مسئلوں کی پیچیدگیاں انھیں زمانہ جنگ ہی میں کاروائی کرنے سے روک نہیں سکیں۔ ہندوستان کے مسئلے کا کوئی پہلو ان مسئلوں سے زیادہ دشوار نہیں ہے جو وہ دوسرے مقامات پر حل کر رہے ہیں۔

نیشنل لبرل فیڈریشن کے اجلاس میں جنرل کی مجلس موضوعات نے جنگ میں ہندوستانی سپاہیوں کے متعلق ایک قرارداد منظور کی جس میں اس نے جنگ کے تمام محاذوں کی ہندوستانی سپاہیوں پر اور بالخصوص ہندوستان کے ان نامور سپاہیوں پر جو افواج نے مختلف محاذوں پر اپنے سلسلہ جاں فروشی اور بہادری کی جو خدمت انجام دی ہیں ان کی اطمینان کا اظہار کیا اور توقع کی

مراسلات

لباس میں اصلاح

جناب ایڈیٹر صاحب "حکمت"

موجودہ گرانی اور اشیاء کی کم یابی کے پیش نظر ہندوستان کے اکثر حصوں میں اصلاح معاشرت کی تحریکات شروع ہو چکی ہیں۔ شہر برطانوی ہند میں دیکھا گیا کہ اکثر معززین جب گھر سے باہر نکلتے ہیں تو پہلے استعمال کرتے تھے چونکہ ترکی ٹوپیاں غیر معمولی طور پر گراں ہو گئی ہیں اس لئے اکثر لوگ شیروانی یا کوٹ کے کپڑے سے بچا کر اس کی کشتی نما ٹوپی بنا رہے ہیں۔ میں نے ہندوستان کے کئی شہروں میں یہ بھی دیکھا کہ اکثر معزز اور معزز زدہ افراد بھی کفایت پر آمادہ ہو چکے ہیں اور اپنے لباس اپنی غذا اور اپنی روزمرہ معاشرت میں ایسی تبدیلیاں کر رہے ہیں جن کی بدولت وہ اشیاء کی قلت و گرانی کی زد سے محفوظ ہو سکیں۔ ان مشاہدات کے بعد مجھے خیال ہوا کہ حیدرآباد اس مسئلہ میں کیوں پیچھے رہے۔ اس لئے میں چند باتیں آپ کے غور و خوض کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

اکثر لوگ سوتے وقت نائٹ سوٹ پہنتے ہیں۔ آج کل نائٹ سوٹ کا کپڑا گراں ہے اور سلوائی کے دام بھی کافی بڑھ گئے ہیں۔ نائٹ سوٹ کے بجائے بنیان اور لنگی کا استعمال جو کسی زمانہ میں عامۃ کا لباس سمجھا جاتا تھا موجب کفایت ہوگا۔

ایک عام مسلمان کا لباس پیجامہ قمیص اور شیروانی ہوا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈھیلے پیجاموں کو ترک کرنے کا وقت آگیا ہے۔ قمیص اگر نیم آستین ہو تو کچھ کپڑا بچ جائے گا۔ اب شیروانی میں کس قسم کی اصلاح کی جائے جس سے کپڑا کم صرف ہو ایک غور طلب مسئلہ ہے۔ البتہ شیروانی ہی کے کپڑے سے ٹوپی تیار کی جا سکتی ہے اور بجائے بوٹ، شو اور چپلیوں کے سیدھے سادے چپل آسانی سے رائج ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمارے مقامی لیڈران فیشن پیش قدمی فرمائیں تو عوام بھی ان اصلاحات کو جلد قبول کریں گے۔

وہ حضرات جو سوٹ پہننے کے عادی ہیں بجائے پتلون کے نکر استعمال کر سکتے ہیں چنانچہ میں نے دیکھا ہے کہ حکومت ہند کے دفاتر متعدد میں بھی بڑے بڑے عہدہ دار نیم آستین قمیص نکر اور بڑے جوتے استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ان بندوں نے اس مسئلہ میں جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تقلید ہے۔ جناب اپ ٹوپی رام پور اور صوبہ متوسط کے ہندوستانی بھی سادہ لمبے کرتے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کرتے کا کالر شیروانی کے گلے سے ملتا جلتا ہوتا ہے وہاں کرتے ہی صحیح تنگ بھی ہوتے ہیں۔

خواتین کی حد تک لباس کی کفایت میں بڑی گنجائش ہے۔ چنانچہ برطانوی ہند میں بڑے بڑے گھرانے کی فیشن ایبل خواتین بھی آج کل پانچ گز کی ساڑی اور چولی پر اکتفا کر رہی ہیں۔ میں اس موضوع پر زیادہ لکھنا اس لئے نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کی حد تک عورتوں کا لباس تابع شریعت ہے۔ البتہ قیمتی لباس کو ترک کرنا فی الحال ضروری ہے۔ غرض یہ مسئلہ مقامی اداروں اور جرائد کی توجہ کا مستحق ہے۔

(ایک حیدرآبادی جو ابھی برطانوی ہند کے سفر سے لوٹا ہے)

صنعتوں پر کنٹرول عوام کے لئے مفید ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

کہ عام ضروریات زندگی سے تعلق رکھنے والی تمام صنعتوں پر سرکاری قبضہ اور کنٹرول ہو۔ صنعتوں میں وسائل وغیرہ مثلاً ہندوستان میں ابھی ان میں ہماری ترقی کی گنجائش ہے۔ جہاز، انجن، موٹریں ہوائی جہاز، ٹیلیفون، ریڈیو وغیرہ یہ سب یہاں تیار کئے جا سکتے ہیں جنگ کے باعث ملک اس میدان میں قدم رکھ چکا ہے۔ اور جنگ کے بعد انہیں سرکاری کنٹرول میں ایک بہاری وسعت دی جا سکتی ہے۔ خانگی ملکیت اور اجارہ داریاں یقیناً اتنی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ صنعت اور عوام دونوں کے لئے یہ چیز مفید ہے صنعتیں سرکاری کنٹرول میں لائی اور انفرادی اجارہ داری بحال نہ ہونے دی جائے۔ ہندوستان میں اس مطالبہ کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں مسابقت اس قدر زوروں پر رہتی ہے کہ انفرادی کوششوں میں کامیابی کے امکانات تاریک ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف سرمایہ داروں میں مقابلہ ہوتا ہے بلکہ ملازمت کے لئے مزدوروں اور کاریگروں میں بھی سخت مقابلہ ہو جاتا ہے۔ رقابت اور ترقی کے راستہ میں بڑی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ علاوہ بریں صوبہ جاتی تعصب کے وجود سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا مثلاً لوہے کی صنعت کے لئے خام اشیاء اور غیر تربیت یافتہ مزدور بہار سے لئے جاتے ہیں لیکن منافع بمبئی کی جیب میں چلا جاتا ہے اور یہ صنعت سب صنعتوں کی ماں ہے اور بہار کے باشندے ہی جانتے ہیں کہ انہیں اس سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔ ان حالات میں کیا یہ لازمی نہیں کہ سب صنعتوں پر کسی ایک صوبہ کے سرمایہ داروں کو چھا جانے کی اجازت نہ دی جائے بجلی اور روشنی مہیا کرنے والی کمپنیاں، بینک کاری، بیمہ، صنعت، عامہ، تعلیم عامہ اور ان تفریح مہیا کرنے والی کمپنیاں (مثلاً فلم) ان سب پر مشتمل سرکاری پر بھی کسی ایک صوبہ کی اجارہ داری نہ ہونی چاہئے۔ مثلاً

ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ ہندوستانی سرمایہ دار جہاں ہندوستان کے مفاد کی نگرانی کریں گے وہاں پہلے کل سے بھی ثابت کر دیں گے کہ وہ ملک کے مفاد کے سوال کو ذاتی مفاد پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور یہ کہ سرمایہ داروں کی محافظت ذاتی منافع کے تحفظ کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان کے وسیع تر مفاد کی حفاظت کے لئے کرتے ہیں۔ ان پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ امید رکھنی چاہئے کہ وہ اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔

بعد از جنگ مزدوروں کے مسائل کی نوعیت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

کے سے ان ہڑتالوں کو دور کرنا انہیں ضروری ہوگا۔

۶۔ مزدوروں کی قیادت میں نمایاں تبدیلی نظر آئے گی۔ میدان جنگ سے لوٹنے والے فوجی اپنی تنظیمی قیادت پر ہمیشہ زور دیں گے اور وہ عام طور پر گویا عجیب کہ اپنی حوالت میں سے آئیں جیسا کہ اکثر ممالک میں دیکھا جا رہا ہے۔ حکومتیں اور ادارے سرکاری کے پروگرام اور مسلک پر قدم اٹھانے کے لئے تیار ہوتی ہیں۔ اس طرح تجارت اور مزدوروں کے مسائل میں فوجی عنصر قیادت حاصل کرے گا جو جنگ کے دوران بنا۔

ان مشکلات سے انہیں دوچار ہونا پڑا ہے اور جن
[illegible] سے ان کے دماغ ماؤف ہو گئے ہیں۔ جب
نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر قومی عنصر تمام رکاوٹوں پر قابو
[illegible] اپنے مسلک کے مطابق مسائل کا حل ڈھونڈ نکالے گا۔

ہمارا یہ خیال ہے کہ مزدوروں کے مسائل
بعد جنگ زمانہ میں ان ہی اصولوں پر چکر کاٹتے
رہیں گے حکومت اور کارخانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ
[illegible] تقاضوں کی روشنی میں اپنی موجودہ پالیسی کا جائزہ
لیں اگر سرمایہ دارانہ ذہنیت بدل جائے تو شاید ان
کی ذہنیت ہی بدل جائے لیکن اس کے امکانات
موجود ہیں۔ سرمایہ داری نت نئے طریقوں پر مزدوروں کا
استحصال کرے گی۔ مزدوروں کے گاڑھے پسینے کی
کمائی سرمایہ داروں کے فلک بوس عمارتوں کی زینت
بنے گی [illegible] یہی تباہی وہ بربادی کا تماشہ
[illegible] مزدوروں کی تنظیم سے سرمایہ داری کی
[illegible] کوئی بات نہیں [illegible] کشمکش برابر جاری
رہے گی کبھی سرمایہ داری کی فتح اور کبھی مزدوروں کی کامرانی

[illegible]ی آبادی کی معاشی حالت کی اصلاح

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

[illegible] پریس کو دریافت کرنے پر معلوم ہوا
ہے کہ [illegible] اب تک (۰۰) [illegible] اور
[illegible] داری [illegible] ترقیات کا قیام لازمی قرار دیا
ہے کیونکہ یہ دونوں اضلاع قلت والے علاقے
ہیں اور چونکہ ضلع [illegible] بھی ہمیشہ حالات قحط
سے متاثر رہتا ہے اس لئے وہاں بھی اس اسکیم
کو لازمی طور پر نافذ کیا جا رہا ہے لیکن [illegible] مجوزہ
ہے دیگر اضلاع میں [illegible] کے قیام کے بعد جب
دیہاتوں کے ۵۰ فی صد مزارعین [illegible] کے
حصہ دار بن جائیں گے تو قطعاً مزارعین کے لئے ان
کا حصہ دار بننا لازمی قرار دیا جائے گا۔

پارچہ اور سوت کی تجارت سے متعلق

[illegible] پریس کو معلوم ہوا ہے کہ جہاں پارچہ اور
سوت کے تاجروں کو پارچہ اور سوت کی فراہمی کا
تعلق ہے اس کی تنظیم امداد باہمی کے اصول پر [illegible]
[illegible] تاجرین کی [illegible] کے قیام کی تجویز جو حکومت
کے زیر غور ہے گو [illegible] مشکلات سے بھری ہوئی ہے

[illegible] جرمنی کی حکومت سے واشنگٹن کے [illegible]
ایک وسیع دائرہ پر عائد کی ہوں گی۔ جن میں
جرمن کی شکست کے بعد جاپان کے خلاف کارروائی
کے لئے ہندوستان کو مرکز قرار دینے سے متعلق
سوالات شامل ہیں گے۔ (ا۔ پ)

عصر جدید کا انسان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

بین الاقوامی برادری قائم کی جائے ہر شخص اپنے پیشہ
کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے سائنس دانوں
کی بین الاقوامی برادری خواہ اس کا اخلاقی تعصب
کتنا ہی بلند ہو آئندہ جنگوں کا انسداد نہیں
کر سکتی۔ البتہ مدبرین سیاسی، ماہرین معاشیات،
ماہرین الہیات، شاعروں اور مزدوروں کی ایسی
برادری جس میں رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہ ہو
جنگ کے خلاف ایک زبردست محاذ قائم کر سکتی
ہے جنگ اور فساد کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ
معاشرہ کی تشکیل اخلاقی قوانین پر مبنی ہو۔ ایسا معاشرہ
ہی انسانوں میں اشتراک عمل کی روح پیدا کر سکتا
ہے اور اسی طرح انسان خوش حالی حاصل کر سکتا ہے۔
([illegible])

سان فرانسسکو کانفرنس کا ہندوستانی وفد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

مسٹر [illegible]۔ اگر ہندوستان کی خود مختاری کی
حیثیت نہ ہونے کے اعتراض کی بنا پر اس کو عالمی
تحفظ کی کانفرنس میں شریک نہ کیا گیا تو کیا برطانوی
حکومت نے اس کو یقین دلایا ہے کہ متحدہ کانفرنس
میں شرکت کرنے والا برطانوی وفد دولت مشترکہ
کے اندر ہندوستان کی خود مختاری کی حیثیت کی حمایت
کرے گا۔

سر اولف کیرو۔ حکومت معظمہ کی حکومت ہر
شب ہندوستان کے حقوق کی حمایت کرے گی اگر
ان کو چیلنج دیا گیا مگر اتحادی اقوام کے ایک شریک
جنگ رکن کی حیثیت سے کانفرنس میں شرکت کے
لئے ہندوستان کے حق پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔
(ر۔ پ)

وائسرائے کی برطانیہ کو روانگی

سرکاری اعلامیہ۔ ایک پریس نوٹ میں لکھا ہے کہ
گذشتہ [illegible] میں وائسرائے نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ کسی
سہولت بخش موقع پر ہندوستان کے حالات کی نسبت
برطانوی حکومت کے روبرو مفصل رپورٹ پیش کریں گے
برطانوی حکومت نے اس سے اتفاق کیا اور اطلاع دی
[illegible] کے موسم بہار [illegible] سہولت بخش ہوگی
[illegible] برطانیہ کو روانہ [illegible]

اشتہار

حاضری مدعی علیہ مرتب محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ محبوب آباد
نمبر مقدمہ ۳/ [illegible] باجلاس پنڈت [illegible] راؤ صاحب
بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ منصف

سعید بن عبداللہ — مدعی — بنام
رگھو [illegible] رام [illegible] وغیرہ — مدعی علیہم

بنام ایوب خان ولد سلیمان خان [illegible] عمر [illegible] سال پیشہ تجارت ساکن کریم نگر [illegible] خان صاحب [illegible] منزل

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعی نے ایک مقدمہ بابت [illegible] دائر کیا ہے جس کی وجہ تمہارے نام پر متعدد مرتبہ سمن [illegible] مقامات سکونت پر [illegible] تمہاری عدم موجودگی و عدم سکونت کی وجہ سمن کی تعمیل تمہاری ذات پر نہ ہوئی بلکہ بلا تعمیل واپس ہوئے ہیں۔ بنا بریں بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ ۲۹ [illegible] روز [illegible] وقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا وکالتاً [illegible] معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف ہو [illegible] مقدمہ کا جواب دینے کے حاضر عدالت ہو کر پیروی کرو بصورت دیگر کارروائی حسب ضابطہ عمل [illegible]
آج بتاریخ [illegible] میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط
سررشتہ دار

اشتہار

حاضر [illegible] مرتب محکمہ عدالت دیوانی ضلع ناندیڑ
نمبر مقدمہ [illegible] باجلاس راجہ [illegible] ناظم عدالت ضلع ناندیڑ
[illegible] بنام
محمد [illegible] وغیرہ مدعا علیہم

دعوے:- درخواست [illegible]

بنام [illegible] ولد رام [illegible] قوم مارواڑی عمر ۱۲ سال نابالغ بولایت حقیقی [illegible] زوجہ [illegible] قوم مارواڑی [illegible] پیشہ خانہ داری ساکن موضع [illegible] تعلقہ [illegible] ضلع [illegible]

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ میں متعدد مرتبہ تمہارے نام سمن اجرا کئے گئے مگر سمن بلا تعمیل واپس آئے۔ لہذا تم کو ذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیا جاتا ہے کہ تم [illegible] کی پیشی [illegible] حاضر عدالت ہو کر مقدمہ کی پیروی اصالتاً یا وکالتاً کرو۔ بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

دستخط — مہر عدالت
منصرم — سررشتہ دار

احمد یونس پرنٹر پبلشر نے ... پریس میں طبع کر کے دفتر نمکدان ... توپ سے شائع ہوا